دُنیا کی دو تہائی آبادی کا گھر براعظم ایشیا دُنیائے تبشیر کے لیے ایک چیلنج ہے۔

[اکیسویں صدی جلد جلد قریب آ رہی ہے، مسیحی تبشیری اداروں اور تنظیموں کو یہ خیال بے چین کیے ہوئے ہے کہ دُنیا کے ایک بڑے حصے میں تاحال مسیحیت کا پیغام نہیں پہنچا۔ اِس تناظر میں کیتھولک چرچ کی سوچ "دی کرسچین وائس" (کراچی) کے ایک خبر نما مضمون سے ہوتی ہے۔ ذیل میں اِس مضمون کا ترجمہ معاصر مذکور کے شکریے کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر]

ہزارہ سوم کی دہلیز پر آج دُنیا، اور بالخصوص ایشیائی دُنیا، کی مذہبی صورتِ حال چرچ کے عالمی مشن کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ ۱۹۹۴ء کے آغاز میں دُنیا کی آبادی پانچ ارب، باون کروڑ اتالیس لاکھ بچانوے ہزار تھی۔ اس آبادی کا دو تہائی حصہ یعنی تین ارب پینتیس کروڑ اتالیس لاکھ چھہتر ہزار نفوس ایشیا میں رہ رہے تھے۔ (چرچ کی سالانہ کتاب اعداد و شمار، ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء) اسی ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت وسیع ایشیائی آبادی میں صرف نو کروڑ اڑتالیس لاکھ ستر ہزار افراد کیتھولک تھے (اِس تعداد میں ساڑھے پانچ کروڑ صرف ایک ملک فلپائن میں تھے۔) جو براعظم کی کل آبادی کا محض ۲٫۸۳ فیصد ہیں۔ اور بعض ممالک (مثلاً بنگلہ دیش، تھائی لینڈ، جاپان) میں یہ تناسب ۰٫۵ فیصد سے بھی کم ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ایشیا میں جو بہت بڑی آبادی ہے، اس نے ابھی تک دو ہزار برس گزرنے کے باوجود مسیح اور اُس کا پیغامِ نجات نہیں سُنا جو مسیحی تبشیری اداروں کے لیے بےچینی کا باعث ہے۔

ایشیائی لوگوں کے مذہبی پس منظر میں ہمیں دُنیا کے بڑے مذہبوں کی بنیاد ملتی ہے۔ ہندوستانی خطے (ہندوستان، سری لنکا اور تھائی لینڈ) میں زیادہ تر ہندومت اور بدھ مت، کنفیوشی خطے (چین، ویت نام، لاؤس اور کمبوڈیا) میں کنفیوشس مت جس کی روایات دوسرے مذاہب کے ساتھ آمیختہ ہیں، اور اسلامی خطے (مشرقِ وسطیٰ، افغانستان، پاکستان، شمالی ہندوستان، بنگلہ دیش، ملائشیا، انڈونیشیا اور جنوبی فلپائن) میں اسلام رچا بسا ہے۔ یہ مذاہب فلپائن کے ممکنہ استثناء کے ساتھ ان ممالک کے سماجی تناظر اور ثقافتوں کے ساتھ اس حد تک پیوست ہیں کہ اُن کی شناخت قومی تاریخ کے ساتھ ساتھ ہے۔ مسیحیت کو اکثر "غیر ملکیوں" کا مذہب سمجھا جاتا ہے۔

اشاعتِ مسیحیت: ذرائع اور رکاوٹیں

ایشیا میں وسیع قبائلی علاقوں میں انجیل کی منادی کے بہت امکانات ہیں اور قبائلیوں میں مسیحیت کے لیے اُمید بھی موجود ہے۔ قبائلی علاقے ہندوستان، میانمار، پاکستان، بنگلہ دیش، ویت نام، لاؤس، کمبوڈیا اور چین میں بھی ہیں۔ اِن امکانات سے استفادہ کے لیے ضروری ہے کہ ہم (الف) ایشیا میں تبشیر کی اہمیت جان لیں۔ (ب) بڑے شہروں میں غریب طبقے اور بالخصوص نوجوانوں میں پوری قوت کے ساتھ اشاعتِ مسیحیت کا کام کریں اور چین، لاؤس اور ویت نام وغیرہ میں ممکنہ راستے بنائیں۔ (ج) ایشیائی مذہبی رہنماؤں اور عام لوگوں میں تبشیری روح ازسرِ نو زندہ کی جائے اور معاشرتی طور پر الگ تھلگ نہ ہوں۔ (د) گیان دھیان کو اہمیت دیں جو ہندوؤں اور بدھ مت کے پیروکاروں کے حلقے میں بہت ہی اہم ہے۔ (ہ) مذہبی قیادت کی جانب سے خاندانوں کی دیکھ بھال پر خصوصی توجہ دی جائے۔ خاندانی نظام تیز رفتار ترقی سے خطرے میں ہے۔ عورتیں، بچے، غریب لوگ اور پناہ گزیں مختلف طریقوں سے استحصال کا شکار ہیں۔ (و) مسیحی اکثریت کے ملکوں میں مسیحی برادریوں کو آمادہ کیا جائے کہ اپنے ہاں پہلے سے زیادہ تعداد میں تارکینِ وطن کو مشنری سپرٹ کے ساتھ خوش آمدید کہیں اور خود ایشیائی ملکوں میں جائیں۔

اشاعت و ترویج مسیحیت کا تقاضا ہے کہ بتدریج اور مسلسل مقامی ثقافتوں سے ہم آہنگی (In-culturation) اختیار کی جائے یعنی مسیحی پیغام کو مختلف ثقافتوں میں جڑ پکڑنے دی جائے۔ خاص خاص اقدار جنہیں ایشیائی ثقافت میں اپنانے کی ضرورت ہے، یہ ہیں: گیان دھیان، درویشی، دُنیا سے بے رغبتی، خاموشی، عجزوانکسار، عصمت، ہمدردی اور دوسروں کے ساتھ یک جہتی۔

بین المذاہب مکالمہ کلیسیاء کی جانب سے اشاعتِ مسیحیت کی سرگرمی کا حصّہ ہے۔ یہ حقیقت ہمیشہ ذہن میں تازہ رہے کہ اخروی نجات صرف یسوع مسیح میں ہے۔ "مکالمے کے توسط سے چرچ کلمہ کے بیجوں کو سامنے لانا چاہتا ہے، سچائی کی ایک کرن جو تمام انسانوں کو جلا دیتی ہے، یہ بیج افراد اور بنی نوعِ انسان کی تمام مذہبی روایات میں موجود ہیں"۔ چرچ اُس سب کچھ کو تسلیم کرتا ہے جو اسلام، ہندومت اور بدھ مت کی مذہبی روایتوں میں اچھا اور سچا ہے۔

چرچ کے لیے بعض خطوں میں کام کرنا ممکن نہیں ہے، اس کے ساتھ ساتھ ایشیا میں مشن کو یہ موانع بھی درپیش ہیں: سیکولرزم اور معاشرے میں اس کا جاری عمل، مذہبی آزادی کی فضا جو عدم رواداری کے رجحانات سے اُن مذاہب میں بھی خراب ہو چکی ہے جو نظریاتی طور پر ہندومت اور بدھ مت کی طرح اختلاف فکر کی رنگا رنگی برداشت کرتے ہیں، اسلام کی سیاسی پیش رفت، سماجی، نسلی یا مذہبی مقاصد کے لیے امتیازی سلوک، زندگی کے خلاف سازش، جنسی آزادی اور بچوں کا استحصال وغیرہ۔

پوپ کی اپیل اور مشنری ردِ عمل

ایشیا میں کس بڑے پیمانے پر اور فوری تبشیری کوششں کی ضرورت ہے، اس امر نے عالمی چوپان، پوپ جان پال دوم کو مجبور کیا ہے کہ ایشیائی دُنیا میں اشاعتِ مسیحیّت میں شامل ہونے کے لیے کلیسیاء سے بار بار اپیل کریں۔ وہ اپنے پاپائی فرمان Redemptoris missio میں بھی اس طرف توجہ دلا چکے ہیں۔

"Inter-Congregational Standing Commission for an Equal distribution of Clergy in the World" (دُنیا میں پادریوں کی مساوی تقسیم کے لیے بین الجماعت مجلسِ قائمہ) کے ذریعے پوپ نے بشپوں، پادریوں اور ہر ملک کی مسیحی برادری سے اپیل کی (۱۱ جنوری ۱۹۹۶ء) کہ وہ اشاعت و ترویجِ مسیحیّت کے لیے زیادہ ذمہ داری کا ثبوت دے اور تمام لوگ اس مقصد کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں۔" (ڈایوسیس کی سطح پر پادریوں کا ذکر کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا) کہ ہم اِس حقیقت سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے کہ ترویجِ مسیحیّت کا کام کرنے والے پادریوں کی تعداد ایک فیصد سے کچھ ہی زیادہ ہے۔" دسمبر ۱۹۹۵ء میں ہندوستانی بشپوں سے اپنے خطاب میں اُنہوں نے کہا کہ "بائبل کی منادی کرنے کے لیے اپنے اندر جرأت پیدا کریں۔"

مقامی کلیسیاؤں کی طرف سے ایشیا میں تبشیری لگن اور تبشیری کاموں میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی عملی دلچسپی مثبت علامت ہے۔ (خصوصاً فلپائن، ہندوستان، انڈونیشیا، کوریا، تھائی لینڈ میں غیر ملکی مشنری تنظیموں اور اداروں، مبشّر خواتین اور مردوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔) مثال کے طور پر انڈونیشیا کے ایک شہر فلورز (Flores) سے ایک سو سے زیادہ پادری یورپ، جنوبی امریکہ، افریقہ، ایشیا کے مختلف ملکوں میں تبشیری خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح معلمینِ دینیات کے ایک گروپ نے ایک سیمنری سے بطور عامتہ المومنین تربیّت لی اور ۱۹ مختلف ملکوں میں تبشیری کام کے لیے جنوری ۱۹۹۶ء میں نکل کھڑا ہوا۔ متعدّد یورپی اور امریکی مبشّرین منتظر ہیں کہ اُنہیں کس وقت کہاں جانے کا حکم ملتا ہے۔ مثال کے طور پر -Society of The Bethlehem Missionaries (سوئٹرزلینڈ) نے اپنی صد سالہ تقریب کے موقع پر آئندہ صدی میں تبشیری لگن کے لیے تین میدان منتخب کیے ہیں: بین المذاہب مکالمہ، چین میں تبشیری کام کے لیے واپسی، اور انسانی حقوق و امن کے تحفّظ کے لیے قوی تر کوششیں۔

ایشیائی بشپوں کے سنڈ (Synod) کا خصوصی اجلاس جس کی تیاری کی جا رہی ہے، بلاشبہ بڑی اہمیت کا حامل ایک کلیسیائی واقعہ ہوگا اور ایشیا کے بہت سے ملکوں اور قوموں کے لیے آئندہ مشن کی اُمید ثابت ہوگا۔